V.G.
24

184.Cc.90.2.

Brammah Samaj Ke Bani
Raja Ram Mohan Rai Ka
mukhtasar jivan charitra

Acc. 902.
V. G. 24.

برمھ سماج کے بانی

راجہ رام موہن رائے صاحب

کا

مختصر جیون چرت

ستمبر ۱۹۱۲ء

شریمان دیورتن نے رفاہ عام
سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شایع کیا

پہلی بار ۵۰۰ قیمت ۲ر

184. Ce. 90. 2.

I. ... 24

5

IMPERIAL LIBRARY
No. 2282.
Date 16.9.33
CALCUTTA

برہموسماج کے بانی راجہ رام موہن رائے

کا
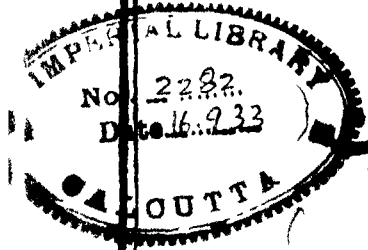
مختصر جیون چرتر

پہلا باب

راجہ رام موہن رائے کے موٹے موٹے عام حالات

۱۔ جنم استھان۔ ماتاپتا اور اور سمبندھی۔ ماتاپتا آدی کا دھرم بشواس

رام موہن رائے رادھانگر ضلع ہگلی صوبہ بنگال میں ایک اچھے برہمن خاندان میں ۲۲ مئی ۱۷۷۲ء[1] کو پیدا ہوئے تھے۔ اُن کے پتا کا نام رام کانت رائے تھا

[1] شری یُت نگیندر ناتھ چٹرجی (پرچارک سادھارن براہمہ سماج) نے بنگالی میں راجہ صاحب کی جو لائف لکھی ہے۔ اُس میں انہوں نے اُن کی پیدایش ۱۷۷۴ء میں لکھی ہے اور پنڈت شیوناتھ شاستری نے انگریزی میں برہموسماج کی جو ہسٹری لکھی ہے اُس میں انہوں نے اُن کی پیدایش ۱۷۷۲ء میں بیان کی ہے۔

اُن کی دو استریاں تھیں۔ جن میں سے ایک کے گربھ سے رام موہن رائے کا جنم ہوا تھا۔ رام موہن رائے کے بڑے بھائی کا نام جگ موہن رائے تھا۔ اُن کی ایک بہن بھی تھی۔ اُن کی ماں کا نام پھول ٹھاکرانی تھا۔ اُن کے بزرگ بنگال کے مسلمان نوابوں کے یہاں نوکریاں کرتے تھے۔ اور "رائے" کا خطاب بھی کسی مسلمان نواب کی طرف سے ہی اُن کے کسی بزرگ کو ملا تھا۔ رام موہن رائے کے پِتا بیشنو تھے۔ اور اُن کی ماں شاکت خاندان میں سے آئی تھیں۔ کہا گیا ہے کہ اپنی سسرال میں آکر وہ بھی بیشنو بن گئی تھیں۔ رام موہن کی ماتا اپنی مرتیو سے ایک برس پہلے اپنے شردھا بھاؤ کے موافق جگن ناتھ کے درشن کے لئے اپنے گھر سے پُری تک پیدل چل کر گئی تھیں۔ اور پھر وہیں ٹھہر گئیں اور جگن ناتھ کی سیوا کے لئے اُن کے مندر میں جھاڑو دیا کرتی تھیں۔

۲۔ شکشا

رام موہن رائے بہت ذہین آدمی تھے۔ اُن کی یادداشت بہت اچھی تھی انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کی پاٹھ شالہ میں حاصل کی وہیں پر انہوں نے کچھ فارسی بھی سیکھی۔ پھر نو سال کی عمر میں فارسی اور عربی کی تعلیم کے لئے وہ پٹنہ بھیجے گئے۔ وہاں پر وہ مسلمان مولویوں کے پاس پانچ سال تک تعلیم پاتے رہے۔ جس کے بعد وہ کاشی میں سنسکرت کی شکشا کے لئے بھیجے گئے۔ وہاں کئی سال تک انہوں نے سنسکرت میں شکشا پائی

اور پھر گھر کو واپس گئے۔

۴۔ مذہبی عقیدہ میں تبدیلی

کہا جاتا ہے۔ پٹنہ میں مسلمان مولویوں کی صحبت اور قرآن کے پڑھنے سے رام موہن رائے کے اندر سے بُت پرستی سے بشواس چلا گیا۔ بچپن میں پہلے یہ اپنے پتا کی طرح بشنومت رکھتے تھے۔ اور اُن کے گھر میں رادھا گوبند کی جو مورتیاں تھیں۔ اُن کی پوجا بھی کرتے تھے۔ رام موہن رائے کے بنگالی زبان میں جیون چرت کے لیکھک شری یُت نگیند رناتھ چٹرجی پرچارک سادھارن برہمو سماج لکھتے ہیں:۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں قرآن پڑھنے کے لئے مسلمان مولوی کے تعلق میں آنے سے اُن کے دل میں ایک ایشور کی پوجا کا بھاؤ پیدا ہوا۔ صوفیوں کی کتابیں بھی وہ بہت شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ شوق اُن میں ساری عمر موجود رہا۔ بڑی عمر میں وہ دیوان حافظ۔ مولانا روم اور شمس تبریز وغیرہ صوفی شاعروں کے اشعار کو بہت جوش کے ساتھ دوہرایا کرتے تھے۔"

اسی بات کی تائید میں پنڈت شیوناتھ شاستری ایم۔ اے پرچارک سادھارن سماج بھی یوں تحریر کرتے ہیں:۔

"یہاں (پٹنہ میں) جبکہ وہ عربی میں قرآن پڑھا کرتے تھے تب

انہیں ہندو مورتی پوجا کی غلطیاں نظر آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ صوفی فرقہ کے مسلمانوں کی تحریروں پر بہت شیدا تھے کہ جن کے خیالات ہندوؤں کے ویدانت فلاسفروں کے ساتھ ملتے تھے.... اس وقت سے لے کر اپنی ساری عمر تک رام موہن رائے اپنے اندر سے کبھی بھی مسلمانی اثروں کو پورا پورا دور نہ کر سکے۔ پرائیویٹ زندگی میں بھی مدت تک ان کی عادتیں اور ان کے میلان طبع مسلمانی تھے۔ اور وہ اپنی نج کی بات چیت میں ہمیشہ اپنے دل پسند صوفیوں کے حوالے دیا کرتے تھے۔"

۴۔ گھر سے نکلنا اور سفر

۱۶ یا ۱۷ برس کی عمر تک تعلیم پانے کے بعد رام موہن رائے گھر پہونچے یہاں پر انہوں نے جب مورتی پوجا کے خلاف اپنے خیالات ظاہر کئے۔ تب اُن کے پتا کے ساتھ ان کا مباحثہ چھڑ گیا۔ اُن کے پتا ان خیالات کو بہت ناپسند کرتے تھے۔ اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ انہوں نے دق ہو کر آخر کار انہیں گھر سے نکال دیا۔ گھر سے نکلنے پر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اُس وقت کی کسی ایسی سادھو منڈلی میں داخل ہو گئے کہ جو اُن دنوں تیرتھ یاترا کے لئے دیس بدیس کے مختلف استھانوں میں سفر کرتی تھی۔ ایسی ہی کسی منڈلی کے ساتھ وہ تبت بھی گئے۔ اور پھر کئی برس کی یاترا کے بعد وہ کاشی کو واپس آئے اور وہاں ویدانت کے گرنتھوں کا مطالعہ کرتے رہے۔ انہیں دنوں

میں انہوں نے نجی طور پر کچھ انگریزی زبان بھی سیکھی۔

۵۔ شادیاں

رام موہن کی پہلی بیوی بچپن میں ہی مر گئی تھی۔ اُس کے بعد تعلیم ختم ہونے سے پہلے ہی اُن کے باپ نے اُن کی دو لڑکیوں کے ساتھ دو شادیاں کر دی تھیں اور اس طور پر ایک ہی وقت میں اُن کی دو بیویاں تھیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے سفر کے بعد کاشی میں رہنے لگے۔ تب اُن کے پتا کے ساتھ اُن کا میل ہو گیا۔ اور وہ یا تو کبھی کبھی اپنے گھر جایا کرتے تھے یا اُن کی بیویاں اُن کے پاس آکر رہا کرتی تھیں۔ کسی ایسے تعلق سے ہی اُن کی ایک بیوی سے ۱۸۰۰ء میں (جبکہ وہ کاشی میں ہی رہتے تھے) اُن کا بڑا لڑکا رادھا پرشاد رائے پیدا ہوا۔

۶۔ انگریزوں کی نوکری

۱۸۰۳ء میں رام موہن رائے کے پتا کا دیہانت ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ رام موہن رائے اُس کے بعد مرشد آباد میں گئے۔ اور وہاں پر انہوں نے فارسی میں ایک کتاب مشتہر کی کہ جس کا نام "تحفۃ الموحدین" تھا۔ جس میں انہوں نے مورتی پوجا کی تردید کی اور اس کے سوائے ایک کتاب اور لکھی جس کا نام "مناظر الادیان" تھا۔ انہیں دنوں انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے صیغہ مال میں نوکری حاصل کی اور کئی جگہوں میں کئی عہدوں پر کام کرنے

کے بعد یونیو کلکٹر مسٹر ڈگبی کے سررشتہ دار ہوکر رنگپور میں رہنے لگے۔

۷۔ مذہبی مباحثے اور انگریزی زبان میں ترقی

رنگپور میں وہ اپنی نوکری کے گھنٹوں کے سوائے شام کا وقت مختلف فرقوں کے لوگوں کے ساتھ مذہبی مباحثوں میں خرچ کیا کرتے تھے یہیں پر انھوں نے شاکت مت کی کتنی ہی کتابیں تیرتھ سوامی ہری ہرانند جی کی مدد سے مطالعہ کیں۔ شاکت مت کی پستکیں تانترک شاستر کہلاتی ہیں۔ اس کے سوائے انھوں نے یہاں پر اپنی انگریزی لیاقت بھی بہت بڑھائی اور مسٹر ڈگبی کے پاس ولایت سے جو انگریزی اخبار آتے تھے انہیں پڑھا کرتے تھے جس سے یورپ کے پولٹیکل معاملات میں بھی اُن کے اندر دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔

۸۔ جایداد

نوکری کے دنوں میں رام موہن رائے نے بہت سا روپیہ پیدا کیا۔ پتا کے مرنے کے بعد گھر کی مشترکہ جایداد پہلے اُن کے بڑے بھائی جگ موہن رائے کے زیر انتظام رہی پھر ۱۸۰۳ء میں اُن کے مرنے پر اُن کی ماں کے ساتھ اُن کے مقدمے شروع ہوئے۔ وہ انہیں دھرم سے بھرشٹ جان کر اپنی جدّی جایداد میں سے انہیں کچھ دینا نہیں چاہتی تھیں لیکن کئی برسوں تک مقدموں کے جاری رہنے کے بعد آخر کار جدّی جایداد کے

بھی یہ وارث بن گئے۔

۹۔ کلکتہ میں قیام اور کام

سنہ ۱۸۱۴ء میں مسٹر ڈگبی چھٹی لے کر ولایت کو روانہ ہوئے۔ اور اسی سال رام موہن رائے نے بھی نوکری چھوڑ دی۔ نوکری چھوڑنے کے بعد وہ کلکتہ میں جا بسے۔ کلکتہ میں انگریزی تہذیب کے اثر سے ایسے کتنے ہی دولتمند اور دوسرے شخص پیدا ہو گئے تھے کہ جو بہت سے دیوتوں کے بجائے مسلمانوں اور انگریزوں کی طرح صرف **ایک پوجنیہ دیوتا** رکھنا پسند کرتے تھے۔ اور مورتی پوجا کے ذریعہ اس کی پوجا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ ایسے کچھ شخص اُن کے پاس پہونچنے لگے۔ اور اُن کے ہمدرد اور دوست بن گئے۔ اُن لوگوں کو لے کر انھوں نے ایک سبھا قایم کی جس کا نام "**آتمی سبھا**" تھا۔ اِن میں جو اُن کے ہم عمر تھے انہیں "بڑا در" کہتے اور کم عمر کے نوجوان رام موہن رائے کو اپنا رہبر سمجھتے۔

آتمی سبھا کئی سال تک قایم رہی۔ لیکن جب رام موہن رائے اور اُن کے بھتیجے اور مہاراجہ بردوان کے درمیان جایداد اور روپیہ وغیرہ کے بارے میں مقدمے شروع ہو گئے۔ تب یہ سبھا بھی ٹوٹ گئی۔

کلکتہ کے قیام کے دنوں میں رام موہن رائے نے اپنے پرچار کے سمبندھ میں ڈھیرے ڈھیرے جو جو کتابیں مشتہر کیں۔ اُن میں سے کتنی ہی پستکوں کے نام یہ ہیں:-

مہرشی ویدبیاس کے ویدانت سوتروں کا ترجمہ بنگالی میں۔ اسی کا ایک الگ خلاصہ جس کا نام ویدانت سار تھا۔ کین اور ایش۔ کٹھ۔ مانڈک اپ نشدوں کے ترجمے۔ ستی کی رسم کے خلاف کئی ٹریکٹ اور ہندو پنڈتوں کے ساتھ مباحثہ کے کچھ ٹریکٹ۔ ان میں سے کئی کتابیں بنگالی زبان کے سوائے انگریزی زبان میں بھی تھیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے بائبل کے نئے عہد نامہ میں سے عیسےٰ کے بہت سے بچن چن کر انگریزی میں ایک کتاب چھاپی۔ جس کا نام انہوں نے "عیسےٰ کے اپدیش۔ شانتی اور آنند کے رہنما" رکھا تھا۔ اس کتاب کی بنا پر پادریوں کے ساتھ بھی ان کا مباحثہ چھڑا اور اس مباحثہ کے متعلق بھی انہوں نے کئی ٹریکٹ چھاپے اور مشتہر کئے۔ انہیں دنوں ایک نوجوان انگریز پادری مسٹر ایڈم رام موہن رائے سے تثلیث کے مسئلہ کو غلط جان کر یونی ٹیرین بنے۔ یونی ٹیرین عیسائیوں کا وہ فرقہ ہے۔ کہ جو عیسےٰ کو خدا نہیں مانتا اور اسے صرف اپنا اعلےٰ رہبر یا گرو مانتا ہے۔ رام موہن رائے بھی ان کے ساتھ اپنے آپ کو ہندو یونی ٹیرین کہنے لگے۔ اور مسٹر ایڈم نے یونی ٹیرین مذہب کے پرچار کے لئے جب کام شروع کیا۔ تب رام موہن نے نہ صرف ان کی کئی طرح سے مدد کی۔ بلکہ وہ ان کی عبادت کے ہفتہ وار جلسوں میں بھی شریک ہونے لگے۔ یہ سلسلہ کئی برسوں تک جاری رہا۔ آخر کار یہ کام بھی نہ چلا۔ کہا جاتا ہے کہ رام موہن رائے کے بعض ساتھیوں نے ان سے شکایت کی کہ ہمیں کسی غیر قوم کی عبادت گاہ میں جانا اور شامل ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے انہوں نے

اپنے کچھ دوستوں کی رائے لے کر ۲۰ اگست ۱۸۲۸ء کو "برہمہ سبھا" قایم کی اور اس مطلب کے لئے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اور وہاں ایک برہم کی "پوجا" شروع کی گئی۔ اس پوجا کا طریق یہ تھا۔

ایک الگ کمرہ میں جس میں سوائے برہمنوں کے کوئی اور داخل نہ ہو سکتا تھا۔ پنڈت رام چندر رودیا باگیس اپ نشدوں میں سے کچھ بچن پڑھ کر ان کا ترجمہ بنگالی زبان میں سناتے۔ پھر ایک اپدیش ہوتا۔ پھر ایک راگی بھجن گاتا اور بس کچھ عرصہ کے بعد سبھا نے ایک ٹکڑا زمین کا خرید کر کے اس پر اپنا مندر بنایا اور ۲۳ جنوری ۱۸۳۰ء سے اس مندر میں سبھا کا کام جاری کیا گیا۔ یہی پچھلی تاریخ برمہ سماج کے قایم ہونے کی تاریخ سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے انگریزی تعلیم کے پھیلنے اور ستی کی چال کے قانوناً بند کئے جانے کی تائید میں قابل تعریف کوشش کی۔

۱۰۔ انگلینڈ کی یاترا اور برسٹل میں موت

انگلینڈ جانے کے لئے رام موہن رائے کے دل میں بہت زور دار خواہش تھی۔ دہلی کے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ کو اپنے کئی حقوق کی نسبت کمپنی کے خلاف کئی قسم کی شکایتیں تھیں۔ انہوں نے یہ خبر پا کر کہ رام موہن رائے انگلینڈ جاتے ہیں۔ انہیں اپنے حقوق کے بارے میں اپیل کرنے کے لئے اپنا وکیل مقرر کیا۔ اور ان کے مرتبہ کو بڑھانے کی غرض سے انہیں اپنی طرف سے راجہ کا خطاب دیا۔ اور

اگرچہ سرکار انگریزی نے اُن کے اس خطاب کو قبول نہ کیا۔ لیکن پھر بھی اُس وقت سے یہ راجہ رام موہن رائے کہلانے لگے۔

۱۵ر نومبر ۱۸۳۰ء کو راجہ رام موہن رائے ولایت کو روانہ ہوئے اُن کا ایک نوکر اور ایک پالا ہوا نوجوان لڑکا اُن کے ساتھ تھا۔ قریباً پانچ مہینے کا سفر کر کے یہ لیورپول میں پہونچے۔ وہاں سے کچھ دن بعد وہ لنڈن کو گئے انگلینڈ میں اُن کے انگریز دوستوں نے اُن کی بہت مہمان داری اور عزت کی۔ وہاں پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے راجیہ کی جانچ پڑتال کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے جو کمیٹی قایم ہوئی تھی۔ اُس کے سامنے انہوں نے مختلف امور میں بہت قابلیت کے ساتھ اپنی شہادت دی۔ اس کے بعد ۱۸۳۲ء میں یہ فرانس گئے اور وہاں کے بادشاہ نے انہیں اپنے ہاں بلاکر اُن کے ساتھ کھانا کھایا۔

ستمبر ۱۸۳۳ء میں یہ برسٹل نگر میں پہونچے۔ یہاں پر یونی ٹیرین فرقہ کے گرجہ میں جو عبادت ہوتی تھی۔ اُس میں یہ شامل ہوتے۔ اس کے سوائے انگلینڈ میں قیام کے دنوں میں یہ کئی اور عیسائی فرقوں کے گرجوں میں بھی اُن کی عبادت میں شریک ہوتے رہے تھے۔ برسٹل میں ہی مس کارپنٹر کے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی۔ ۱۹ر ستمبر سے رام موہن رائے کو بخار چڑھا۔ اور نہایت افسوس کہ ۲۷ر ستمبر ۱۸۳۳ء کو اُن کا انتقال ہو گیا۔ ڈاکٹر ایسلمین انہیں روز دیکھتے تھے۔ انہوں نے اُن کی بیماری کے متعلق ہر روز اپنی ڈایری میں جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ وہ بہت دلچسپ بیان ہے۔

یوروپین لوگوں میں نہ صرف اپنے یا اپنے ملک کے متعلق بلکہ غیر ملکوں اور غیر ملکوں کے باشندوں کے بارے میں بھی موقع پانے پر جس طور سے حالات کے جاننے اور واقعات کے قلم بند کرنے کا بھاؤ پایا جاتا ہے۔ وہ بہت تعریف کے قابل ہے۔

دوسرا باب

راجہ رام موہن رائے کا مشن

جب کسی آدمی کے دل میں کوئی صحیح یا غلط خیال اس قدر زور دار تصرف حاصل کرتا ہے۔ کہ وہ اُسے جہاں تک اُس کے حالات کے لحاظ سے ممکن ہوگا تار حرکت میں رکھتا ہے۔ اور اپنی سدھی کے لئے اُس سے ہر قسم کے ضروری تیاگ کرا سکتا ہے۔ تب یہ صحیح یا غلط تصرف اُس کی زندگی کا مشن سمجھا جاتا ہے۔ رام موہن رائے پر بھی اسی طرح کے ایک خیال کا تصرف تھا۔ کہ جو اُن کے اندر ظاہر ہو کر انہیں ساری عمر ہلاتا رہا۔ وہ خیال یہ تھا کہ اُن کے وقت میں ہندوؤں میں جن بہت سے دیوی دیوتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ اُن سب کی بجائے صرف ایک دیوتے کی جس کو وہ برمھ یا ایشور کہتے تھے پوجا ہو۔ رام موہن رائے سے پہلے بھی نانک اور کبیر وغیرہ اس ملک میں اس قسم کا بھاؤ رکھتے تھے۔

اور جیسا کہ پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ خیال اُن کے بصیتر مسلمانی صحبت اور قران کی تعلیم سے قریباً ۱۶ یا ۱۷ سال کی عمر میں پیدا ہوا تھا۔ اگرچہ یہ خیال کہ برہمہ یا ایشور کے نام کا کوئی ایسا پرش ہے کہ جو کائنات کا پیدا کرنے والا۔ قایم رکھنے والا اور ناس کرنے والا ہے۔ بالکل غلط تھا۔ تو بھی رام موہن رائے کا دل اس قسم کا تھا۔ کہ جس پر اس غلط خیال نے اُسی طرح گہری جگہ کر لی تھی جس طرح کہ اُن کی ماتا کے دل میں "رادہا گوبند" کے معبود ہونے کے یقین نے جگہ کی ہوئی تھی اور جس کو خود رام موہن رائے بالکل غلط سمجھتے تھے۔ اور اپنی زندگی میں اُن کی پوجا کی تردید کرتے رہے اس خیالی ایک برمہ کی پوجا کے پرچار کے لئے رام موہن نے اپنی عمر میں (خاص کر نوکری چھوڑنے کے بعد سے) بہت پریشرم کیا۔ بہت سا روپیہ خرچ کیا۔ بہت سی کتابیں لکھیں۔ بہت سے مباحثے کئے۔ اپنے مخالفوں سے بہت بدنامی بھی اور کئی قسم کی اور تکلیفیں برداشت کیں۔ اور جیسے اُن کی ماتا کے لئے اپنے اشٹ دیوتوں کے لئے اپنے گھر سے نکل کر سینکڑوں کوس تک پیدل چلنا اور سفر کی طرح طرح کی تکلیفیں جھیلنا اور پھر پُری میں پہونچ کر جگن ناتھ جی کی سیوا کے لئے گھر تک تیاگ دینا اور وہیں رہنا اور اُن کے مندر میں ہر روز جھاڑو دینا اور آخر کار وہیں دیہہ تیاگ کرنا سوابھاوک ہو گیا تھا۔ ویسے ہی رام موہن رائے کے لئے بھی مذکورہ بالا قسم کا تیاگ ضروری اور طبعی بن گیا تھا۔

جس طرح سے اب کثرت سے آریہ سماجی اور برہمو سماجی دیو سماج کے

بانی کو نفرت کرتے ہیں اور انہیں طرح طرح کے بُرے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح رام موہن رائے کو ہندو لوگ نفرت کرتے تھے۔ اور ایسی ہر نا کے پرکاش میں انہیں پاکھنڈی۔ ناستک۔ دھرم بھرشٹ اور نار کی وغیرہ ناموں سے پکارتے تھے۔ اور جو لوگ رام موہن رائے کے قایم کردہ مندر میں جاتے انہیں ذات سے خارج کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور جس طرح شری دیوگورو بھگوان اور دیوسماج سے ناتا اپکار پاکر بعض ناشکرے اور کرتگھن شخص باغی ہو کر شری دیوگورو بھگوان کے اوپر کئی طرح کے جھوٹے الزام لگا کر اور ان کی نسبت طرح طرح کے اور جھوٹ گھڑ کر انہیں بدنام کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ ویسے ہی رام موہن رائے کے بعض پیروان سے باغی ہو کر ان کی نسبت ہندوؤں میں نفرت پھیلانے کی غرض سے یہ کہا کرتے تھے۔ کہ رام موہن رائے نے جو سبھا قایم کی تھی۔ اس میں گئو کے بچوں کی ہتیا کی جاتی ہے۔

تیسرا باب

راجہ رام موہن رائے کے مذہبی عقاید

راجہ رام موہن رائے کے اندر مسلمانی اثر سے مورتی پوجا کے ناجایز اور ایک ایشور کی پوجا کے جایز ہونے کا جو خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اس کا

اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے سوائے اُن کے قریباً کل عقاید ہندو شاستروں کے ہی موافق تھے۔ وہ وید۔ سمرتی۔ پران اور تنتر آدی سب ہندو شاستروں کو مستند مانتے تھے۔ اور ویدانت فلاسفی کے پورے معتقد تھے۔ اپنے پیچھے وہ اپنی جو تحریریں انگریزی اور بنگالی زبان میں چھوڑ گئے ہیں۔ اُن سے اُن کے عقاید کا اچھی طرح پتہ ملتا ہے۔ ہم اُن کی ان تحریروں کے موافق اُن کے عقاید کا کچھ حال نیچے بیان کرتے ہیں:۔

۱۔ وہ سارے ہندو شاستروں پر بشواس کرتے تھے اور انہیں مستند مانتے تھے

"انو شٹھان" نامی ٹریکٹ جو انہوں نے ۱۸۲۹ء میں مشتہر کیا تھا۔ اُس میں انہوں نے سوال و جواب کے طریق پر یوں رقم کیا ہے:۔

سوال۔ اس اُپاسنا میں کھانے پینے اور بیوہار وغیرہ کے بارے میں کن قاعدوں کی پابندی کرنی چاہیے؟"

"**جواب**۔ شاستروں کے موافق آہار اور بیوہار ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ جو جو شاستر مروّج ہیں۔ اُن میں سے کسی شاستر کو نہ مان کر جو شخص اپنی اچھا کے موافق آہار بیوہار کرتا ہے۔ وہ سویچھا چاری کہلاتا ہے۔ اور سویچھا چاری ہونا کیا شاستروں اور کیا عقل دونوں کے خلاف ہے۔ شاستروں میں سویچھا چاری

ممانعت میں بہت جگہ بیان موجود ہے۔ عقل سے بھی دیکھو کہ اگر کوئی شخص کسی ایک شاستر اور نیم کو قبول نہ کرکے اپنی اپنی اچھا کے موافق آہار اور بیوہار کرنا شروع کرے۔ تب سوسائٹی کا سارا انتظام تھوڑی سی دیر میں ہی ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ اس طور سے جائز اور ناجائز کھانے جائز اور ناجائز باتوں کے عمل اور جائز اور ناجائز جماع وغیرہ کا کوئی قاعدہ نہیں رہتا۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق چل کر ہی بے عیب بننا چاہتا ہے۔ پھر سب کی اچھا بھی ایک طور کی نہیں ہوتی۔ اس لئے مخالف ارادوں کے پیدا ہونے سے ہمیشہ فساد برپا ہوگا اور بار بار فساد کے پیدا ہونے سے لوگوں کا جلد ناش ہو جائیگا"

۲۔ وہ ویدانت کے برھم کو اپنا اُپاسیہ (معبود) مانتے تھے

ویدک کال کے شروع میں پہلے اس ملک میں ہندوؤں کے پرانے بزرگ اندر۔ برُون۔ اگنی۔ وایو۔ سورج آدی دیوتوں کی پشوؤں کی بلی وغیرہ کے ذریعہ پوجا کرکے ان سے اپنے لئے دھن۔ آروگیتا اور بارش وغیرہ کے لئے پرارتھنائیں کرتے تھے۔ یہ پرارتھنائیں اور پشوؤں کی بلی وغیرہ کے طریقے ویدوں میں موجود ہیں۔ اس کے بعد جب کچھ لوگ ان کی نسبت زیادہ بچار شیل ہوئے۔ تب انھوں نے یہ سوال پیدا کیا۔ کہ دیوتوں میں سب سے بڑا کون ہے؟ سب سے بڑے کو سنسکرت زبان میں برھم کہتے ہیں۔ اس

سوال کے جواب میں کچھ عرصہ تک مذکورہ بالا دیوتوں میں سے کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو برمہ مانا گیا۔ لیکن ویدانت کے زمانہ میں جب کچھ لوگ نسبتاً اور زیادہ بچار شیل ہوئے۔ تب انھوں نے اُس وقت کی اپنی سمجھ کے موافق یہ قرار دیا کہ جس سے یہ سارا جگت پیدا ہوتا ہے۔ اور جس میں رہ کر قایم رہتا ہے۔ اور جس کے ذریعہ نشٹ ہو کر اُس میں لوپ ہو جاتا ہے۔ وہی سب سے بڑا یعنی برمہ ہے۔ اسی زمانہ میں یہ مسئلہ بھی کہ منش کو اپنے بھلے یا بُرے کرموں کا پھل پانے کے لئے مرنے کے بعد پھر کسی منش یا پشو وغیرہ کے روپ میں جنم لینا پڑتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بخوبی جڑا پکڑ چکا تھا۔ اور اِس لئے مذکورہ بالا تعریف والے برمہ کو مان کر اُس کے ماننے والوں نے یہ بتانا شروع کیا کہ دیوتوں کے لئے یگیہ کرنے سے اگرچہ انسان کی دنیوی مرادیں پوری ہو سکتی ہیں۔ لیکن پنر جنم سے مکتی نہیں ملتی اور پنر جنم سے مکتی صرف برمہ گیان سے ملتی ہے۔ کرم چاہے بھلے ہوں اور چاہے بُرے وہ منش کے بندھن کا ہیتو ہوتے ہیں۔ اِس لئے کرموں کے پھل کو نہ چاہ کر جو آدمی برمہ کی چنتا آدی کرتا ہے وہ برمہ گیان کو پا کر پنر جنم کے بندھنوں اور دکھوں سے مکتی پا جاتا ہے۔ رام موہن رائے اسی برمہ کو اپنا اپاسیہ مانتے تھے۔ اب اگرچہ یہ ساری باتیں سمجھیا ہیں۔ لیکن اُس زمانے کے لوگوں کے نزدیک یہی باتیں سچ تھیں۔ کیونکہ آدمی کے دل اور سمجھ کی حالت میں دھیرے دھیرے بہتری آئی ہے۔ اور اِس لئے اُس کے گیان میں بھی زمانہ کے ساتھ

دھیرے دھیرے ترقی ہوئی ہے۔

ہمارے پرانے رشیوں کے لئے یہ دیکھ کر کہ ان کے چاروں طرف کی چیزیں بالکل نئی ظاہر ہوتی ہیں۔ اور پھر وہ کچھ کال تک قایم بھی رہتی ہیں اور پھر اُن کی آنکھوں سے لوپ بھی ہو جاتی ہیں۔ اُن کے اصل کارن کو نہ جان کر ان سب تبدیلیوں کا لانے والا کسی کو برمھ کہہ کر فرض کرنا اور ماننا اُن کی دماغی حالت کے ٹھیک موافق تھا۔ اس زمانہ میں بھی کچھ تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر جن کو لبشو کی حقیقت کا صیح گیان ہوا ہے۔ اور کثرت سے آدمی اس قسم کے گہرے سنسکاروں کو پاکر انہیں کی طرح غلط لبشواسوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

کسی نئی چیز کے ظاہر ہونے اور کچھ عرصہ تک کچھ نہ کچھ بدل بدلا کر قایم رہنے اور پھر لوپ یا غایب ہو جانے کے ظہور کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ بالکل سچ ہے۔ کیونکہ ہر ایک آدمی کی آنکھیں اس قسم کے ظہور کو ایک ہی طور پر دیکھتی ہیں۔ لیکن ان ظہوروں کا کارن برمھ یا ایشور یا خدا نامی کسی پرش کو فرض کرنا بالکل غلط ہے۔ ان کل ظہوروں کا کارن وہ دو قسم کی چیزیں ہیں۔ جن میں سے ایک کو جڑ اور دوسری کو شکتی کہتے ہیں اور جو ہر ایک وجود میں چاہے وہ کسی قسم کا ہو موجود ہیں۔ یہی دونوں چیزیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہتی ہیں۔ اور انہی کے باہمی عمل اور انہیں کے مصالحہ سے لاکھوں قسم کے نئے وجود بن کر ظاہر ہوتے ہیں۔

اور پھر تبدیلی کے اٹل نیم کے موافق دھیرے دھیرے تنزّل کی شکل میں بدل کر اور ایک عرصہ تک قایم رہ کر انہیں دونوں چیزوں میں لوپ ہو جاتے ہیں۔ اِن دو کے سوائے اِن ظہوروں کے سمبندھ میں کسی برمھ یا ایشور یا پرماتما یا خدا وغیرہ کی کلپنا قطعی غلط اور جھوٹ ہے۔

۳۔ وہ برمھ کو ہی جگت کا نمت اور اپادان کارن مانتے تھے

ہندو شاستروں میں نمت کارن وہ سمجھا جاتا ہے۔ جو کسی چیز کو بناتا ہے۔ اور اُپادان کارن وہ ہے۔ کہ جس سامگری یا چیز سے کوئی چیز تیار کی جاتی ہے۔ مثلاً کمہار گھڑے کا بنانے والا ہو کر اس کا نمت کارن کہلاتا ہے۔ اور جس مٹی سے وہ گھڑا تیار کرتا ہے۔ وہ اس کا اُپادان کارن کہلاتی ہے۔

رام موہن رائے برمھ کو ہی جگت کا نمت اور اُپادان کارن مانتے تھے انہوں نے اپنی "ویدانت سار" نامی پستک میں یوں لکھا ہے:-

"برمھ جگت کا نمت کارن ہیں۔ جس طرح گھڑے کا نمت کارن کمہار ہوتا ہے۔ اور وہی اس کے اپادان کارن ہیں۔ جس طرح جب ستیہ رسّی کو دیکھ کر بھرم سے سانپ کا خیال ہوتا ہے۔ تب اس متھیا سانپ کا کارن وہی رسّی ہوتی ہے۔ ایتمات وہ رسّی سانپ کی شکل میں معلوم ہوتی ہے۔ اور جس طرح مٹی

گھڑے کا اُپادان کارن ہوتی ہے۔ ارتھات گھڑے کی شکل میں مٹی دکھائی دیتی ہے"۔
(رام موہن کی نیگالی گرنتھاولی کے پہلے ایڈیشن کا ۱۲۲ صفحہ دیکھو)

۴۔ وہ پنر جنم پر بشواس کرتے تھے اور برمھ کی اُپاسنا کے ذریعہ اس سے مکتی مانتے تھے

رام موہن رائے نے اسی ویدانت سار میں لکھا ہے کہ:۔
"برمھ کی اپاسنا سے جیسے مکتی ملتی ہے۔ ویسے ہی اور سب پھل بھی ملتے ہیں۔۔۔۔"
"برمھ گیانی کی سارے دیوتا پوجا کرتے ہیں۔ برمھ گیانی کا پنر جنم کبھی نہیں ہوتا"۔
(گرنتھاولی مذکور کا ۱۲۶ اور ۱۲۷ صفحہ دیکھو)

۵۔ وہ پرلوت بیاہرتی اور گایتری کے جپ سے برمھ کی پراپتی مانتے تھے

رام موہن رائے نے "گایتری کے ذریعہ برم اُپاسنا کا بدھان" نامی جو ٹریکٹ لکھ کر شایع کیا تھا۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے:۔

"جو شخص پرانو۔ بیاہرتی اور گایتری ان تینوں کو تین برس تک ہر روز آلس چھوڑ کر جپ کرتا ہے۔ وہ برہم میں قایم ہو جاتا ہے اور ہوا کی طرح طاقت پا کر شریر چھوڑنے کے بعد برہم کو پراپت ہو جاتا ہے۔"

(اگر تھاولی کا ۹۵ ۳ صفحہ دیکھو)

۶۔ وہ جیو آتما کے بابت میں بہت ناواقفیت اور غلط خیال رکھتے تھے

"اس شریر میں (یعنی منش کے شریر میں) اپادھی بشسٹ جو چیتن ہے۔ اور جسے جیو کہہ کر اس کے ساتھ رہتے ہیں وہ کیا ہے۔ اور کس طرح کا ہے۔ اس کو تم دیکھ اور جان نہیں سکتے۔ تب سرب بیاپی نہ بیان کرنے کے لایق چیتن سروپ پرماتما کو دیکھ سکیں گے۔ ایسا ارادہ کرنا کیونکر ٹھیک سمجھا جا سکتا ہے۔"

(اگر تھاولی کا ۱۵۶ صفحہ دیکھو)

۷۔ وہ ہندو دیوی دیوتوں پر بشواس کرتے تھے

بھٹا چاریہ کے اس سوال پر کہ "تم جس شاستر گیان سے ایشور

کو مانتے ہو۔ انہی شاستر گیان سے دیوتاؤں کو کیوں نہیں مانتے؟

رام موہن رائے نے پہلے دو شلوک درج کئے ہیں اور پھر اُن کے نیچے یہ لکھا ہے:۔

بہت سے پرمانوں کے ذریعہ دیوتاؤں کے شریر کو ہم نے قبول کیا ہے اور انہیں پرمانوں سے ہی اُن کا جنم لینا اور مرنا بھی مانا ہے۔

پھر بھٹاچاریہ کے اس سوال پر کہ جب تم دیوتوں کو مانتے ہو۔ تب شاستروں کی بدہی سے اُن کی مورتیوں کی پوجا کیوں نہیں کرتے؟ رام موہن نے جو جواب دیا وہ یہ ہے:۔

"برہم گیان جن میں پیدا ہو چکی ہو اُن کے لئے مورتی کے ذریعہ یا من کے ذریعہ کسی اور دیوتا کی آرادھنا کے لئے خواہش اور ضرورت نہیں رہتی"

(گرنتھاولی کا ۹۰ اور ۹۱ صفحہ دیکھو)

۸۔ وہ چھوٹے درجہ کے لوگوں کے لئے مورتی پوجا جائز سمجھتے تھے

رام موہن رائے نے بیان کیا ہے۔ کہ جو لوگ برہم کے سننے میں بچار وغیرہ کا سادھن نہ کر سکتے ہوں۔ وہ روپ کلپنا کر کے یعنی مورتی کے

ذریعہ اس کی پوجا کر سکتے ہیں۔ لیکن جو برہم کی اُپاسنا کرنے کے قابل ہوں اُن کے لئے ایسی پوجا کی ضرورت نہیں۔

(گرنتھاولی صفحہ ۱۴۳۔ ایس اپ لنڈ کی بہو مسکا)

چوتھا باب

رام موہن رائے کا آچار اور اس بارے میں اُن کی شکچھا

راجہ رام موہن رائے کی انگریزی اور بنگالی زبان میں جس قدر تصنیفات ملتی ہیں۔ اور برہمو سماج کے جن شخصوں نے اُن کے جیون چرت لکھے ہیں۔ اُن سے کچھ پتہ نہیں ملتا کہ اُن کا اپنی دونوں بیویوں یا اپنی اولاد یا اپنے ماتا پتا کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ تھا۔ پتا اور ماتا کے سمبندھ میں اُن کے جھگڑوں کا تو ضرور پتہ ملتا ہے۔ لیکن اُن کے سمبندھ میں رام موہن کی طرف سے کسی ششروشا یا سیوا کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ رام موہن رائے کی ماں مرنے سے ایک سال پہلے سے جگننا تھ جی کے مندر میں اُن کی سیوا کے لئے ہر روز جھاڑو دیا کرتی تھیں لیکن اُن کے وہاں کے قیام کے دنوں میں بھی اُن کے بارے میں رام موہن رائے کی کسی قسم کی مدد یا سیوا کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ اُن کی منجھلی بیوی بھی جب سخت بیمار ہو کر مرنے کو تھیں۔ تب بھی اُن کی بیماری کی خبر ملنے پر انھوں نے

صرف اپنے بڑے بیٹے کو ہی وہاں بھیج دیا تھا۔ اور خود وہاں نہیں گئے تھے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اُن کی موت سے رام موہن کو بہت شوک ہوا تھا اور انہوں نے اس کی یادگار میں ایک ستون بنوا دیا تھا۔ باقی دوسری استری کے بارے میں کسی قسم کا کوئی پتہ نہیں ملتا کہ وہ کب تک جئیں اور کب مریں اور اُن کے ساتھ اُن کا کس قسم کا برتاؤ تھا۔

پھر جب یہ انگلینڈ کو روانہ ہوئے تب بھی اُن کے پریوار کا کوئی آدمی اُن کے ساتھ نہیں گیا۔ صرف دو جن یعنی ایک نوکر اور ایک دہ یتیم لڑکا جسے انہوں نے پالا تھا۔ اُن کے ساتھ گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لڑکا بہت گستاخ اور شریر تھا۔ اور رام موہن رائے اُسے قابو میں نہیں رکھ سکتے تھے۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ رام موہن رائے کے باپ کی طرف کے بزرگ بشنو تھے۔ اُن کی ماتا کے پتا اور دادا وغیرہ شاکت مت رکھتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رام موہن رائے نے اپنے پتا کے بزرگوں کی بجائے اپنی ماتا کے بزرگوں سے تانترک بھاؤں کا اپنے دل میں بہت گہرا مادہ ورثہ میں پایا تھا۔ اس لئے ایسی پرکرتی کو پاکر وہ جیسے ایک طرف تانترک آچاروں کی طرف بہت گہرا میلان رکھتے تھے۔ ویسے ہی دوسری طرف بشنومت اور آچار کے ساتھ نفرت بھی رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب انہیں اپنے اس قسم کے مادے کے اُکسانے اور اُٹھ کر دینے کے لئے انوکول سامان

ملے۔ تب وہ تانترک آچار کی طرف بالطبع راغب اور اُس کے بہت بڑے اور جوشدار طرفدار بن گئے

ہم اس سے پہلے ہری ہرانند تیرتھ سوامی کا ذکر کر چکے ہیں۔ رام موہن اپنی نوکری کے دنوں میں جب کہ رنگ پور میں رہتے تھے۔ تب اُن کی تیرتھ سوامی مذکور سے ملاقات اور آخر کار اُن کے ساتھ بہت گہری دوستی پیدا ہوئی تھی اُن کی یہ دوستی برابر قایم رہی۔

یہ تیرتھ سوامی ایک برہمن خاندان میں مالپاڑہ ضلع ہُگلی میں پیدا ہوئے تھے۔ اِن کا پہلا نام نندکمار تھا۔ انھوں نے سنسکرت میں اعلےٰ درجہ کی تعلیم پائی تھی۔ تانترک شاستروں پر ان کا بہت گہرا شوق تھا۔ یہ اُن شاستروں کی تعلیم کے موافق آخر کار اودھوت (سنیاسی) بن گئے۔ اور جگہ جگہ گھومنے لگے۔ اس دیش میں جبکہ "جوگ" کے مارگ کا اِس قدر زور ہوا کہ اُس پر چلنے والے طرح طرح کے شاریرک کشٹ اٹھانے لگے۔ تب کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنھوں نے "جوگ" کے ساتھ "بھوگ" کو قایم رکھ کر گیا گرہستیوں اور کیا سنیاسیوں کے لئے ایک اور پنتھ جاری کیا۔ اسی پنتھ کو شاکت یا تانترک پنتھ کہتے ہیں۔ تانترک شاستروں میں جیسے ایک طرف برمھ گیان اور اُس کے سادھنوں کا ذکر ہے۔ ویسے ہی اس کے ساتھ پانچ قسم کے بھوگوں کی ضرورت بھی بتائی گئی ہے۔ اِن پانچوں قسم کے بھوگوں کا نام میم سے شروع ہونے کے باعث انھیں پنچ مکار کا سادھن بھی کہتے ہیں۔ تانترک شاستروں

میں اُن کا نام "پنچ تت" ہے۔ یہ پانچ تت یا پانچ چیزیں یہ ہیں :-

(۱) مدر (شراب)

(۲) مانس (گوشت)

(۳) متسیہ (مچھلی)

(۴) مُدرا (کھانے کی خاص خاص لذیز چیزیں)

(۵) میتھُن (جماع)

تانترک لوگ آپس میں مل کر ان چیزوں کا بیوپار کرتے ہیں۔ وہ جہاں اور جس طور سے ان چیزوں کا بیوپار کرتے ہیں۔ اُسے بھیروی چکر کہتے ہیں جہاں دان تنتر کی شکھشا کے موافق بھیروی چکر کے وقت پہلے ایک گھڑا ستھاپن کر کے اس کی سندور۔ چاول اور دہی وغیرہ سے پوجا ہوتی ہے۔ پھر اس کے آگے دھوپ جلائی جاتی ہے۔ پھر اس پر پھول۔ چندن اور میوہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ پھر آنند بھیرو اور آنند بھیروی کا دھیان ہوتا ہے۔ آنند بھیروی کا دھیان جس قسم کا خیال باندھ کر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ایک جوان عورت ہے۔ بہت خوبصورت ہے۔ اس کا چہرہ بشاشت سے کھلا ہوا ہے۔ اُسے میٹھی میٹھی ہنسی آرہی ہے۔ وہ بہت سے زیور پہنے ہوئے ہے۔ وہ ناچ اور گانے سے مست ہو رہی ہے۔ اسی طرح آنند بھیرو کا جس طور سے خیال باندھا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ اس کا گورا رنگ ہے۔ کمل کی سرخی لئے ہوئے اس کی آنکھیں ہیں۔ اس کی بہت اچھی پوشاک ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ میں شراب کا پیالہ ہے۔ دہنے

ہاتھ میں مچھلی۔ مالش اور مُدرا ہے۔ اِس دھیان کے بعد وہاں پر شراب۔ مالش اور مچھلی وغیرہ کی قسم سے جو چیزیں "بھوگ" کے لئے رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اُن پر کچھ منتر پڑھنے سے اُن کی شدھی مانی جاتی ہے۔ پھر یہ دھیان کرکے کہ یہ سب کچھ برہمہ ہوئے ہے۔ کہاں پان اور میتھن آدمی کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کا مہاتم اس پرکار لکھا ہوا ہے:۔

"بھیروی چکر کے مہاتم کو کون بیان کر سکتا ہے۔ اس کے ایک دفعہ کے عمل سے انسان سارے پاپوں سے مکت ہو جاتا ہے۔ چھ مہینہ تک اس کا سیون کرلینے سے منش راجہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک برس تک سیون کر لینے سے خود مرتیو کے (موت پر فاتح) ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ کر لینے سے برہم نروان ملتا ہے۔ شیوجی کہتے ہیں۔ کہ اے کالکا! اس لوک اور پرلوک میں اس کل مارگ سے بڑھ کر سُکھ دینے والا طریق اور کوئی نہیں ہے۔" (اس میں موٹے حروف ہم نے کر دئے ہیں)

ناظرین پوچھ سکتے ہیں کہ اس بھیروی چکر میں میتھن کس طرح ہوتا ہے؟ اس کا اور تنتروں کے از حد درجہ کے شرمناک بیان کو چھوڑ کر رام موہن رائے جیں مہا نروان تنتر کی بہت مہا گاتے تھے۔ اس کی تعلیم یہ ہے۔ اس میں جو استریاں شامل ہوتی ہیں۔ اُن میں سے کسی ایسی استری کے ساتھ جس کا پتی نہ ہو اور وہ چاہے کسی ذات یا قوم کی ہو۔ چند منٹ میں ایک خاص بدہی کے موافق بیاہ ہو جاتا ہے۔ کہ جو بیاہ ساری عمر کے

لئے بھی ہو سکتا ہے۔ اور اُتنی دیر کے لئے بھی کہ جتنی دیر تک اس "چکر" کا سادھن رہتا ہے۔ بیاہ کے اس طریق کو "شیو بواہ" کہتے ہیں۔ جو شیو بواہ گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں استری اور پرش جو بھیروی چکر میں موجود ہوں۔ بواہ کرنے پر اُتنی دیر تک آپس میں پتی پتنی کی طرح رہتے ہیں۔ اور اس طریق سے وہ اس بھوگ کا سادھن کرتے ہیں۔ بھیروی چکر میں جب صرف برہم گیانی اودھوت شامل ہوتے ہیں۔ تب گھڑے کی پوجا وغیرہ نہیں ہوتی۔ اور وہ اس مطلب کا منتر پڑھکر اس وقت جو چیزیں بھوگ کرنے کے لئے یہاں موجود ہیں۔ اور جو انہیں دیں گے اور جو انہیں بھوگ کریں گے۔ وہ سب برہم ہیں سب کو برہم دیکھ کر اُن کا سیون کر لیتے ہیں۔

ہری ہر انند تیرتھ سوامی ایسی قسم کے تانترک اودھوت یعنی سنیاسی تھے جب رنگ پور میں رام موہن کی اُن کے ساتھ دوستی پیدا ہو گئی۔ تب انہوں نے اُن کی مدد لے کر تنتر شاستر پڑھے۔ اور وہ پانچوں قسم کے بھوگوں کے پکے طرفدار بن گئے۔ اُس کے بعد جب وہ کلکتہ میں جا بسے تب بھی یہ فاضل سنیاسی اُن کے پاس پہونچے۔ اور کئی کئی مہینے تک اُن کے پاس ٹھہرے رہتے۔

رام موہن نہ صرف تنتر شاستروں کی شکچھا کو ستیہ جانتے تھے۔ بلکہ اُن کی شکچھا دینے والے شیو یا مہا دیو یا مہیشور کو بھی سروگیہ (سب کچھ جاننے والے) یقین کرتے تھے۔ اپنے ملیشیو مخالف کے اس اعتراض پر کہ

تنتر شاستر صحیح نہیں ہو سکتے۔ رام موہن رائے نے صاف طور سے یہ لکھا ہے۔ کہ

"اگر سرونگیہ اور دھرم کے پُل کے رکھیا کرتا پر مار ادبیہ بھگوان مہیشور کو منتھیا بادی سمجھ کر اُن کے پراپت ہونے میں شک ہو اور اگر مہیشور کے رچے ہوئے شاستر پرمانت نہ ہوں تو بھگوان پرمیشور پرنیت دید شاستر کیوں کر پرمانت مانے جاویں؟"
(اگر نہتا دلی کا ۳۵ صفحہ دیکھو)

ہم تیسرے باب میں رام موہن رائے کے عقاید کا ذکر کرتے وقت یہ بتا چکے ہیں۔ کہ وہ سارے ہندو شاستروں کو مستند مانتے تھے۔ اس لئے رام موہن رائے کا مذکورہ بالا بیان اُن کے اس عقیدہ کے ساتھ بخوبی مطابقت رکھتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا رام موہن رائے مذکورہ بالا پانچوں قسم کے بھوگوں کو جایز سمجھتے تھے؟

جواب۔ بیشک۔ چنانچہ رام موہن رائے کے حالات سے واقف کار ایک بشنو پنڈت نے جب انہیں یا ما چار ی لکھ کر یہ ظاہر کیا۔ کہ جو شخص شراب پیتا ہو۔ ماس کھاتا ہو اور استری سنسرگ کرتا ہو۔ وغیرہ وہ کیونکر ایسے کرم کر کے برہم گیانی ہو سکتا ہے؟ تب اُن کے یار بار کے ایسے حملوں کے جواب میں رام موہن رائے نے بار بار اپنی تحریروں میں اُن کا استعمال جائز اور ضروری بتلایا اور انہوں نے اپنے بیان کی

تائید میں تنتروں وغیرہ سے بہت سے بچن لکھے اور صرف یہی نہیں کہ انہوں نے ان چیزوں کو جایز مانا۔ بلکہ وہ خود شراب پیتے تھے۔ مچھلی اور ماس کھاتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایسے عملوں کی تائید میں کلارنو اور مہانروان تنتروں میں سے جو بچن لکھے تھے ان کا بھاوارتھ یہ ہے :-

"کلجگ میں برہمن خاص کر پشو (گائے بیل کی طرح مدمانس سے پرہیزگار) نہ ہوں گے اس لئے برہمنوں کے لئے شراب پینا واجب ہے۔ ایسے سب لوگ جو کل دھرم سے دشمنی اور شراب کی نندا کرتے ہوں مہا پاپی ہیں اور چنڈال سے بھی ادہم ہیں"۔

ایک اور جگہ انہوں نے ایک بچن کے حوالہ سے یہ لکھا ہے :-

"منتر کے گیان کی سپھورتی اور برہم گیان کی ستھرتا کے لئے مدیان یعنی شراب کا استعمال کرنا چاہیئے"۔

پھر منو کے حوالے سے انہوں نے ایک اور جگہ لکھا ہے :-

"دیوتا اور پتری لوک کو نویدن کر کے مانس بھوجن میں کوئی دوش نہیں کھانے کے لائق سارے جیووں کو کھا کر کھانے والے کو کوئی دوش نہیں لگتا۔ اس لئے کہ بدہاتا نے ہی ایک کو بھکچھک (کھانے والا) اور دوسرے کو بھکچھ (کھانے کی چیز) بنایا ہے"۔

مانس آہار کی تائید میں انہوں نے منو کا حوالہ دے کر ایک جگہ یہاں تک لکھا ہے۔ کہ

"جو آدمی یگیہ وغیرہ میں شامل ہو کر مانس بھوجن نہیں کرتا وہ مرنے کے بعد اکیس دفعہ پشو کی شکل میں جنم لیتا ہے"۔

پھر ایک جگہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ بسشٹ۔ بیاس اور رام کرشن بھی مانس کھاتے تھے۔

اسی طرح انہوں نے ایک جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ "برھ گیان کی اُتپتی کے لئے مدھوا در مانس کا سیون کرنا چاہیئے"۔

جیسی کہ اُمید کی جا سکتی تھی۔ شیو بواہ کو بھی رام موہن رائے نے جایز قبول کیا ہے۔ استری سنسرگ کے بیشے میں اپنے مخالف کے حملہ کے جواب میں انہوں نے یہ لکھا ہے:-

"یونی یعنی مسلمانی یا کسی اور ذات کے آدمی کی بیوی کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ہمیشہ پاپ ہے۔ اور ایسا شخص چور اور چنڈال سے بھی بُرا ہے۔ لیکن تنتر بدھی سے شیو بواہ کے ذریعہ بیاہی ہوئی عورت کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ضرور جایز ہے۔ ویدک بدہی کے مطابق جس استری سے شادی کی جاتی ہے۔ وہ کوئی پیدا ہونے کے دن سے ہی اُس کی بیوی نہیں بن جاتی بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ جس استری کے ساتھ کل تک کوئی رشتہ نہ تھا۔ وہ استری آج برہما کے کہے ہوئے منتر کے بل سے شریر کے آدھے بھاگ کی حصہ دار ہو جاتی ہے۔ تب مہادیو کے کہے ہوئے منتر کے ذریعہ جو استری قبول کی جاوے

وہ بیوی کی طرح کیوں نہیں قبول کی جا سکتی"۔

(گرنتھاولی کا ۲۴۰ صفحہ دیکھو)

بام مارگی لوگوں میں تانترک بدھی سے دو چار سنٹ کے اندر ہی شادی کر کے کسی عورت کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا جو طریق ہے اس کا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یعنی کوئی مرد چاہے وہ اپنے گھر میں اپنی بیوی بھی رکھتا ہو کسی عورت کے ساتھ (اس کی چاہے کچھ عمر ہو اور کوئی ذات ہو بشرطیکہ وہ اس کے گوتر کی نہ ہو اور بیتی والی نہ ہو) تعلق پیدا کرنے کی غرض سے اگر شیو منتر کے ذریعہ اس کے ساتھ شادی کی رسم پوری کر لے تو پھر وہ اسے بخوبی بھوگ سکتا ہے۔ اور پھر کام ہو جانے پر اس بیاہ کے رشتہ کو فوراً توڑ بھی سکتا ہے۔ اسی طریقہ سے ایک اور مرد بھی اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری رہ سکتا ہے۔ اس طریق کے موافق ہر روز ایک شخص کسی نہ کسی عورت کو بلا کر اور اس کے ساتھ شیو بواہ کر کے تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ اوہ! زنا کاری کو جایز بنا لینے کی غرض سے کیسی ہیچ مگر دھوکہا دینے والی خوفناک ترکیب اور تعلیم!!

یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں۔ کہ رام موہن رائے صاحب تانترک تھے۔ اور اس لئے وہ برہمہ جوگ کے ساتھ مذکورہ بالا پانچوں قسم کے بھوگ بھی جایز سمجھتے تھے۔ ہاں اگر وہ شخص جو اس قسم کے آچاروں کا مخالف تھا۔ رام موہن رائے پر ان باتوں کی بنا پر حملے نہ کرتا اور رام موہن رائے اوس کی ان تحریروں کا ہمت کے ساتھ جواب نہ دیتے۔ تو اس

پہلو میں اُن کے کسی قسم کے آچار یا تعلیم کا کچھ پتہ نہ لگتا۔

پانچواں باب

رام موہن رائے کی کچھ اور سوشیل تعلیم

۱۔ وہ خاص خاص صورتوں میں بہو بواہ یعنی کثرت ازدواج جایز سمجھتے تھے

رام موہن رائے پر عیسائی خیال کا ایک حد تک ضرور اثر پڑا تھا۔ ان کے زمانہ میں بنگال میں کلین برہمنوں میں خاص کر ایک بیوی کے رہتے ہوئے دو دو چار چار۔ دس دس۔ بیس بیس۔ پچاس پچاس اور سو سو تک بیاہ کر لینے کا جو طریق مروج تھا اور جو کچھ نہ کچھ اب تک بھی چلا چلتا ہے۔ وہ نہایت اپنائے مونک اور نارکی تھا۔ اور رام موہن رائے اگرچہ اپنے اس عیسائی اثر کے موافق اُسے بہت بُرا سمجھتے تھے۔ مگر خاص خاص صورتوں میں وہ ایک یا دوسرے مرد کے لئے اپنی پہلی بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر لینا جایز سمجھتے تھے۔ اور وہ ہندو شاستروں کے موافق اس بات کی تائید کرتے تھے۔ کہ اگر کسی شخص

کی بیوی بانجھ ہو۔ یا اُس کے صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں یا وہ روگی ہو وغیرہ تو ایک خاص وقت کی انتظار کے بعد مرد دوسری شادی کر سکتا ہے۔ اور جو شخص کسی ایسی خاص وجہ کے باعث شادی کرنا چاہتا ہو۔ اُسے مجسٹریٹ سے اِس بارے میں اجازت لے کر شادی کرنی چاہیئے۔ اور صرف اپنے طور پر شادی نہ کرنی چاہیئے۔

۲۔ وہ بدہوا بواہ جائز نہ سمجھتے تھے

رام موہن رائے اگرچہ استریوں کے کئی حقوق کی تائید کرتے تھے۔ اور اپنے زمانہ کے کثرت سے ہندوؤں کے مقابل میں عورتوں کے بارے میں نسبتاً اُدار بہادر رکھتے تھے۔ پھر بھی وہ جہاں ایک طرف مرد کے لئے ایک بیوی کے رہتے ہوئے بھی خاص خاص صورتوں میں دوسری شادی کر لینا جائز قرار دیتے تھے۔ وہاں کسی ایسی بدہوا استری کے لئے جس کا شوہر مر چکا ہو کسی عمر اور کسی حالت میں بھی دوسری شادی کرنا جائز نہ سمجھتے تھے۔

(اگر نتھا دلی کا ۱۵۳ صفحہ دیکھو)

چھٹا باب

۱۔ رام موہن رائے کی خوبیاں

رام موہن رائے لمبے قد کے آدمی تھے۔ اُن کے شریر کی گٹھن بہت

اچھی تھی۔ اُن کا جسم بہت قوی تھا۔ اُن کی خوراک بہت زیادہ تھی۔ کہا گیا ہے۔ کہ وہ چوبیس گھنٹہ کے اندر ایک بکرے کا ماس کھا جاتے تھے۔ اُن کا چہرہ خوبصورت تھا۔ وہ اپنے زمانے کی مسلمانی طرز کی پوشاک پہنتے تھے۔ سر پر زلفیں رکھتے تھے۔ داڑھی منڈواتے تھے۔ چپکن اور پاجامہ پہنتے تھے۔ اور سر پر پگڑی باندھتے تھے۔ وہ بہت ذہین اور بچار شیل تھے۔ بہت سی زبانیں جانتے تھے پستکوں کے پڑھنے کے بہت انوراگی تھے۔ مباحثہ کے وقت زیر بحث مضمون کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مہذب تحریر لکھتے تھے۔ شائستہ بات چیت کرتے تھے۔ اپنی اور دوسروں کی جائز عزت کا خیال رکھتے تھے جس بات کو ٹھیک سمجھتے تھے۔ اُسے نڈر ہو کر دلیری سے بیان کرتے تھے مصنف تھے۔ جس کام کو اچھا جانتے تھے۔ اس میں کسی اور کو بھی مدد دیتے تھے۔

ساتواں باب

رام موہن رائے کی ملکی خدمات

رام موہن رائے نے اپنے طور پر انگریزی زبان سیکھی تھی اُس کے لٹریچر سے انھوں نے بہت کچھ فایدہ اٹھایا تھا۔ اور وہ بالطبع اپنے ملک میں اس کی تعلیم کے پکچھ پاتی تھے۔ انھوں نے انگریزی

تعلیم کے لئے اسکولوں کے جاری کرنے میں جیسے اوروں کو مدد
دی تھی۔ ویسے ہی جب کچھ حکمران انگریز اس ملک کے لوگوں کو
انگریزی تعلیم دینا چاہتے تھے۔ اور کچھ اس کے خلاف انہیں صرف
سنسکرت۔ فارسی اور عربی کی ہی تعلیم دینا پسند کرتے تھے۔ تب
انہوں نے لارڈ ایمہرسٹ کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی جس میں انہوں
نے انگریزی تعلیم کے جاری کرنے کی سخت ضرورت اور اس کے
فوائد پر بہت زوردار دلیلیں دیں۔ اور پھر بہت سی بحث کے بعد
آخرکار انگریزی زبان کے طرفداروں کے حق میں ہی فیصلہ ہوا۔
پتی کے مرنے کے بعد پتنی کے لئے اس کی لاش کے ساتھ
زندہ جلائے جانے کی جو نہایت گناہ آلودہ رسم جاری تھی اسے یہ
بھی بہت برا اور پاپ سمجھتے تھے۔ اور اسے ہندو شاستروں کے
موافق ناجائز ثابت کرنے کی غرض سے انہوں نے کئی پستکیں چھاپیں
اور ان سے پہلے جو یوروپین افسر اس رسم کے خلاف
اپنی اپنی آواز اٹھاتے رہے تھے۔ ان کی انہوں نے
خوب ہمت کے ساتھ تائید کی۔ آخرکار ۴ دسمبر سنہ ۱۸۲۹ء
کو یہ استری ہتیا کی راکھشستی رسم سرکاری قانون کے ذریعہ
بند کی گئی۔ پریس کی آزادی کے بارے میں بھی انہوں
نے کوشش کی تھی۔ بنگالی زبان کی ترقی کے لئے بھی انہوں نے
کچھ کتابیں لکھی تھیں۔ انگلینڈ میں پہنچ کر انہوں نے پارلیمنٹ کی ایک

کمیٹی کے سامنے انڈیا کے اُس وقت کے سرکاری انتظام میں اُن کے نزدیک جس جس قسم کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ اُس کے بارے میں اچھی قابلیت کے ساتھ شہادت دی تھی۔ اُن کی یہ کل خدمات بہت تعریف کے لایق ہیں۔ اور اُن کے لئے وہ سارے ملک کی طرف سے سچی شکر گزاری کے مستحق ہیں۔

آٹھواں باب

آخری بیان

برہمو سماج میں سنیہ کے گرہن کرنے کا ڈھکوسلا

رام موہن رائے کے مرنے کے بعد برمہ سماج کی باگ ڈور اُن کے جانشین مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر کے ہاتھ میں آئی۔ انھوں نے اپنے ایک لیکچر میں رام موہن رائے کی نسبت یوں ظاہر کیا ہے۔

"جس زمانہ میں وہ پیدا ہوئے تھے۔ اُس زمانہ میں اُن کے سوائے اور کوئی برمہ دہرم کو اس دنیا میں نہیں لا سکتا تھا۔"

پوچھا جا سکتا ہے کہ کونسا برمہ دھرم؟ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ایشور نشیک گیان اور اُس کی پوجا اور شش کے آچرن

کے بارے میں رام موہن رائے نے جو کچھ بتایا ہے۔ وہی برہمو دھرم ہے۔

پھر شری یُت نگیندر ناتھ چیٹر جی نے رام موہن رائے کا جو جیون چرتر لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ:-

"اُن کا (رام موہن کا) کشادہ دل جہاں کہیں ستیہ پاتا وہیں سے اُسے شردّھا کے ساتھ قبول کر لیتا۔"

اس سے یہ ثابت ہوا کہ رام موہن رائے جو جو کچھ مانتے تھے اور جس جس آچرن کو جائز بتاتے تھے۔ وہ ضرور ستیہ تھا اور ستیہ کے سوائے کچھ نہ تھا۔

عام برہمو بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ صرف ستیہ کو مانتے ہیں اور متھیا کو نہیں مانتے۔ گویا رام موہن رائے نے جو کچھ مانا اور بتایا وہ سب ستیہ ہونے کے باعث سب برہمو لوگوں کے ماننے کے لائق ہے۔

لیکن واقعات کیا ہیں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ رام موہن رائے جن ہندو شاستروں کو مستند مانتے تھے۔ انہیں اس وقت کے برہمو مستند نہیں مانتے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ پُنر جنم سے مکتی کی ضرورت مانتے تھے لیکن اس وقت کے برہمو لوگ پُنر جنم سے مکتی نہیں مانتے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ شراب پینا جائز سمجھتے تھے۔ لیکن اب سینکڑوں برہمو اُس کا پینا جائز نہیں سمجھتے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ماس اور مچھلی کھانا جائز سمجھتے تھے۔ لیکن اب کچھ برہمو اِن دونوں چیزوں کا کھانا جائز نہیں سمجھتے!

کیا یہ سچ نہیں کہ وہ بیوہ کی شادی کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن اس وقت کے برہمو لوگ اُسے جائز سمجھتے ہیں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ خاص خاص صورتوں میں مرد کے لئے ایک بیوی کے جیتے جی جس قسم کی دوسری شادی کرنا ٹھیک سمجھتے تھے۔ اُسے اب کے عام برہمو ٹھیک نہیں سمجھتے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ جس یگیوپویت (جینو) کو اپنے لئے دھارن کرنا ٹھیک سمجھتے تھے۔ اور جسے مرتے وقت تک وہ پہنے رہے تھے اس کا دھارن کرنا اب کتنے ہی برہمو جائز نہیں سمجھتے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ پاربتی کے پتی جس مہادیو کو سروگیہ مانتے تھے۔ اُسے اب کے برہمو سروگیہ نہیں مانتے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ جس پرنو۔ بیاہرتی اور گایتری منتر کے جپ سے برمھ کی پراپتی مانتے تھے۔ اس کے جپ سے اب کے برہمو برمھ کی پراپتی نہیں مانتے؟

کیا یہ سچ نہیں کہ رام موہن رائے کے پیچھے اُن کے جانشین مہرشی دیویندرناتھ ٹھاکر جب تک ویدوں کو مستند مان کر ان پر بشواس کرتے رہے۔ اور انہیں اپنے دھرم کی تعلیم کی بنیاد بتاتے رہے تب تک ان کے بہت سے پیرو برہمو بھی انہیں اُسی طرح مانتے رہے۔ لیکن جب بابو اکھے کمار دت کی لگاتار کوششوں سے انھوں نے اس بشواس کو غلط جان کر چھوڑ دیا تب اور برہمو لوگوں نے بھی اُسے چھوڑ دیا؟

کیا یہ سچ نہیں کہ رام موہن رائے نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ان پر ایشور کے آدیش (احکام) نازل ہوتے ہیں لیکن دیویندرناتھ نے جب ایشور

کے درشن کرنے اور اُن کے احکام کے سننے کا دعوے پیش کیا تب کیشب چندر سین نے بھی اُس کا پرچار جاری کر دیا اور کیشب کے ساتھ اور برہمو لوگوں نے بھی اُسی قسم کی پکار شروع کر دی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ دیویندر ناتھ ٹھاکر نے اگرچہ خاندان کے بچار سے برہمن کہلانے والے شخصوں کے لئے صرف اِسی قسم کے برہمن کہلانے والے جنوں کے یہاں اپنے بچوں کی شادی کرنا ٹھیک مانا لیکن کیشب چندر نے اُن کے خلاف مختلف ذاتوں کے درمیان شادی کرنا جائز قرار دیا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ دیویندر ناتھ ٹھاکر نے برہمو انوشٹھان پدھتی میں جس اُپ نین یعنی جنیؤ کی رسم کا انوشٹھان جائز کیا اُسے کیشب چندر اور اُن کے پیروؤں نے چھوڑ دیا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ دیویندر ناتھ نے برہمو سماج کے جن جنیؤ دہاری برہمنوں کو آچارج یا اُپ ویشک مقرر کیا۔ اُن کی کیشب کی پارٹی نے مخالفت کر کے جنیؤ پہننے والوں کے لئے برہمو سماج کی ویدی سے اُپدیش کرنا ناجائز بتایا؟

کیا یہ سچ نہیں کہ کیشب چندر سین نے ایشور کی طرف سے حکم بتا کر اپنی کم عمر لڑکی کی جس شادی کو جائز بتایا۔ اُسی کو ایک اور برہمو پارٹی نے (جو اب سادہارن سماجی کہلاتے ہیں) بالکل ناجائز بتایا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ کیشب چندر نے جس مانس آہار کو ناجائز مانا اُسی کو انہیں کی پارٹی کے بابو پرتاپ چندر اور اُن کے سوائے آدمی برہمو سماج کے پردہان بابو راج نارائن بوس نے جائز بتایا؟ وغیرہ وغیرہ

اب سوال یہ ہے کہ اِن میں سے کونسی باتیں ستیہ ہیں۔ کیا وہ جنہیں برہمو سماج کے بانی رام موہن رائے نے (جنہیں برہمو لوگ مہاتما اور گریٹ مین کہتے ہیں) ستیہ مانا یا بتایا یا اُن کے پیچھے برہمو سماج کے دوسرے مہاتما مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر نے یا تیسرے مہاتما کیشب چندر سین نے یا کسی اور نے؟

اِس وقت کے برہمو کہتے ہیں کہ وہ کسی منش کو اپنا گورو نہیں مانتے کیونکہ اُس کی شکچھا میں غلطی ہو سکتی ہے۔ لیکن ایشور کی شکچھا میں کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ ایشور کو ہی اپنا گورو مانتے ہیں۔ اور انہیں سے ستیہ شکچھا حاصل کرتے ہیں۔ اب کیا یہ بات قطعی لغو اور بیہودہ نہیں؟ کیونکہ اگر سچ مچ کا کوئی سروگیہ ایشور ہوتا اور وہ کسی کو خود کوئی بات بتا سکتا ہوتا تو اوروں کو چھوڑ کر مہاتما کہلانے والے برہمو تو ایک دوسرے کے ساتھ ستیہ میں اتفاق رکھتے۔ لیکن جب وہی ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں۔ تب ایشور کا بتایا ہوا ستیہ کونسا مانا جائے؟ بہر صورت دو متضاد باتیں تو ستیہ نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اگر اُن میں سے ایک کو ستیہ مانا جاوے تو دوسری کو متھیا ماننا پڑتا ہے۔ تب کیا یہ بات نہیں کہ برہمو سماج میں جو شخص اپنی سمجھ اور اپنے دل کی حالت کے موافق جس بات کو ستیہ یا جائز سمجھتا یا محسوس کرتا ہے۔ وہ اسی کو ایشور کی شکچھا مانتا ہے۔ اور اس طور پر وہ درحقیقت اپنے آپ کو ہی اپنا گورو مانتا ہے؟ گویا یہ ہندوستانی مثل کہ "اپنی

اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ" برہمو سماج کے لوگوں کے ساتھ بخوبی ٹھیک بیٹھتی ہے۔ کیا ایسی حالت رکھ کر ستیہ گرہن کرنے کی ڈینگ مارنا اپنے آپ کو دھوکہ دینا اور دھوکے میں رکھنا نہیں ہے؟ کیا ستیہ گرہن کرنیکی یہ پکار ایک خیالی ڈھکوسلا نہیں ہے؟

اس کے سوائے ایسے لوگ جو اپنے مخالفوں کی نسبت چاہے وہ مخالف انہیں کی سماج کے آدمی ہوں۔ اور چاہے باہر کے اور اسی طرح اور کتنے ہی معاملات میں طرح طرح کے خود جھوٹ گھڑتے ہوں وہ کس منہ سے ستیہ گرہن کرنے کا دعوے کر سکتے ہیں؟

۲۔ برہمو لوگوں میں کانشنس کے ذریعہ ایشور کی بانی کے سننے کا ڈھکوسلا

برہمو لوگ کہتے ہیں۔ کہ ان میں سے ہر ایک کے دل کے اندر ایک ایسا باریک اوزار موجود ہے۔ کہ جس کا نام کانشنس ہے۔ اور اس کے اندر سے انہیں ایشور کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یعنی وہ ایشور سے اپنی زندگی کے متعلق جو کچھ خود جاننا چاہتے ہیں۔ یا ایشور جی مہاراج اپنے دیا بھاؤ سے جو کچھ خود انہیں بتانا چاہتے ہیں۔ وہ ان کی اس بانی کو سن لیتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جو کچھ رام موہن رائے نے سچ اور جائز بتایا اور

مانا۔ وہ انہوں نے اپنے کانشنس کے مطابق بتایا تھا۔ یا اس کے خلاف؟ اگر کانشنس کے مطابق بتایا تھا۔ تب تمہارا کانشنس اُن کی کتنی ہی باتوں کو غلط کیوں بتاتا ہے؟ کیا ایشور جی مہاراج جس بات کو کسی ایک شخص کے کانشنس کے ذریعہ ٹھیک اور جائز بتاتے ہیں اسی کو کسی دوسرے شخص کے کانشنس کے ذریعہ غلط اور ناجائز کہہ دیا کرتے ہیں؟ ورنہ تمہارے اور اُن کے عقیدوں میں فرق کیوں ہے اور اُن میں سے ایشور کی آواز کونسی ہے۔ تمہاری یا رام موہن رائے کی یا دونوں میں سے کسی کی بھی نہیں؟

کیا یہ سچ نہیں کہ چونکہ رام موہن رائے کی طبیعت شراب اور مالش کی طرف بہت راغب تھی۔ اس لئے اُن کی طبیعت میں سے اُن کے پینے اور کھانے کے لئے پریرنا ہوتی تھی؟ اسی طرح دیویندرناتھ کی طبیعت جب تک مالش کی طرف راغب رہی تب تک اُن کے اندر بھی مالش کے لئے پریرنا ہوتی رہی لیکن شراب سے نفرت کے باعث اس کے لئے پریرنا نہ ہوئی اور کیشب چندر سین کی طبیعت میں دونوں چیزوں کی طرف سے نفرت ہونے سے دونوں کے سیون کے متعلق ہی پریرنا بند ہو گئی۔ جبکہ اُن کے ساتھی بابو پرتاپ چندر کے اندر گوشت کھانے کے لئے پریرنا ہوتی رہی اور وہ اُسے جائز سمجھ کر کھاتے رہے؟ چونکہ رام موہن رائے کی طبیعت شراب اور مالش دونوں کو چاہتی تھی۔ اس لئے اُن کے کانشنس (ببیک) میں

سے ہمیشہ اُن کے جائز ہونے کی آواز آتی رہی۔ دیویندر ناتھ کی طبیعت شراب کی طرف مایل نہ تھی۔ بلکہ اُس کے لئے اُن کے دل میں نفرت تھی۔ اس لئے اُن کے کانشنس کے اندر سے اُس کے ناجائز ہونے کی آواز آتی رہی۔ لیکن کیشب بابو دونوں کو ناپسند کرتے تھے۔ اس لیئے اُن کا کانشنس دونوں کے خلاف اُن کے اندر آواز پیدا کرتا رہا۔ شیوناتھ شاستری کے اندر شاید ایک وقت تک مانس کھانے سے نفرت نہ تھی اور اس لیئے اُس وقت تک شاید اُن کا کانشنس اُسے جائز سمجھتا تھا۔ لیکن جب اُن کی طبیعت اُس سے پھر گئی۔ تب اُن کے کانشنس سے اُس کے ناجائز ہونے کی آواز نکلنے لگی۔ پھر ایسے سینکڑوں واقعات کے موجود رہنے پر ایشور کی آواز مخول نہیں تو اور کیا ہے؟ اصل میں نہ کبھی کوئی ایشور تھا اور نہ اب ہے۔ نہ وہ پہلے کسی سے بولتا تھا۔ اور نہ اب بولتا ہے۔ منش نے یا تو جان بوجھ کر اور لوگوں کو دھوکھا دیکر اپنا کوئی مطلب سدھ کرنے کے لئے یا بزرگوں سے اُس کے وشواس کا سنسکار پاکر سرل بھاؤ سے ایشور کی طرف سے جو کچھ کہا یا بتایا ہے وہ دراصل اُسی کا اپنا کتھن ہے۔ نہ کہ کسی ایشور کا کہ جو ایک فرضی وجود کے سوائے اور کچھ نہیں۔

منش جگت کا اتہاس پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ منش ہی منش کا رہبر یا شکچھک رہا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ جو کتابیں ایشور کی طرف سے

آئی ہوئی یا اُس کا کلام بتائی جاتی ہیں۔ وہ سبھی منش کی رچی ہوئی یا تالیف کی ہوئی ہیں۔ منش کے سوائے نہ پہلے کسی نے کوئی کتاب لکھی یا تالیف کی اور نہ آیندہ اُس کے سوائے کوئی اور لکھ یا تالیف کر سکتا ہے۔

منش جگت کے اُرچ بکاش میں جیسی جیسی زمانہ میں جس کسی منش کے آتما نے کسی خاص تعداد کے لوگوں کے مقابل نسبتاً کچھ زیادہ بہتر گٹھن پائی ہے۔ وہی اُن کا رہبر یا شکچھک بنا ہے۔ اس لئے مختلف زمانوں کے شکچھکوں کی شکچھائیں کئی صورتوں میں خدا کی طرف سے بھی کہلا کر ایک جیسی نہیں اگرچہ اُن میں نسبتاً بہتری ضرور پائی جاتی ہے۔ منش جگت کے بکاش میں یہ بہتری بہت آہستہ آہستہ پیدا ہوئی اور اب تک بھی کروڑوں آدمی اپنی اپنی آتمک گٹھن کے بچار سے اس قدر ناقص اور نامکمل ہیں کہ وہ نہ صرف آپس کے مختلف رشتوں میں بلکہ پشو جگت وغیرہ اور جگتوں کے سمبندھ میں بھی مختلف طرح سے بہت ہانی کارک اور دکھدائی اور اپنے مذہبی عقیدوں کے بچار سے مثھیا بشواسی اور ستھیا کے بکچھ پاتی بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے منش جگت کے بکاش کے سلسلہ میں جب تک پورتانگ ستیہ اور ست کے انوراگی اور پورتانگ استیہ اور اہت کے براگی اور اپنے آتما کی گٹھن میں پورن انگوں کے لابھ کرنے والے دیو آتما کا ظہور نہ ہوا۔ تب تک آتما اور اُس کے جیون اُس کی

موکچھ اور اُس کے بکاش - دھرم کے روپ اور دھرم سادہنوں کی بدھی وغیرہ کے سمبندھ میں انہوں نے جس ستیہ گیان کو پراپت ہوکر جو شکچھا دی ہے - وہ اُس سے پہلے کوئی نہ دے سکا اور انہوں نے اپنی دیو شکتیوں کے ذریعہ ہنش آتماؤں میں جس جس قسم کی حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کی ہیں - وہ اُن سے پہلے کوئی اور پیدا نہ کرسکا۔

دھرم کے پورنانگ اوتار ہی ستیہ دھرم سمبندھی نانا بشیوں کی ستیہ شکچھا دے سکتے ہیں اور ایک ماتر انہیں سے اس پرکار کی ستیہ شکچھا مل سکتی ہے - انہیں کی شردھا پوربک شرن لے کر اور اُن کی جوتی اور شکتی کو پاکر سینکڑوں آتماؤں نے آتما - دھرم اور موکچھ آدمی کے بشے میں ستیہ گیان اور نانا پرکار کے پاپوں اور دُراچاروں سے ادّہار پایا ہے - برہمو سماج کے بانی رام موہن رائے جس خیالی ایشور کی اپنی زندگی کے بہت بڑے حصہ تک اوپاسنا کر کے شراب اور مانس آدمی موٹے موٹے پاپوں سے بھی اودہار نہ پاسکے - اور ایشور نے انہیں اُن کے خیالی کانشنس کے ذریعہ کبھی اُن کا پاپ ہونا تک نہ بتایا - اُن اور اُن کے سوائے اور کتنے ہی پاپوں سے دھرم کے پورنانگ اوتار کے وہ سیوک تک مکت ہیں - جو اُن کے سب سے چھوٹے درجہ کے سیوک کہلاتے ہیں - باقی جیسے ستیہ گرہن کرنے کا ڈھکوسلا جھوٹا ہے - ویسے ہی کانشنس میں ایشور کی بانی کے سننے کا ڈھکوسلا بھی متھیا ہے اور ایسے بشواسیوں کے لئے نہایت

ہانی کارک ہے۔ ایسی اندھتا سے ان میں سے جو لوگ جس قدر جلد نکل سکیں اسی قدر بہتر ہے +

DBA000002282URD

IMPERIAL LIBRARY